© rasailojaraid.com

ذبح حیوان امرِ عادی یا امرِ تعبدی

محمد وصی فصیح بٹ

ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

Sacrifice of Animal

Worshipping Deed or Habitual Action

Abstract:

Although the wheel of life is spinning without a stop and with every new age and generation come new problems and conditions, but the advent of industrial revolution has brought about such a big change in all paradigms of life and there have been new issues in all fields of knowledge in which new vistas of research have opened up.

In this context multifaceted new issues have cropped up in jurisprudence dimensions for which there are no clear injunctions stated in Quran and Sunnah, for which the thinkers of Ummah have to start researching in the light of Quran and Sunnah to seek guidance according to the principle stand.

Automatic Sacrifice is just a piece of this puzzle. The

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

latest techniques (including automatic Sacrifice) have been the subject of researchers and thinkers for quite a while now. However, careful examination of all the work done on this topic reveal it to be a conflict in condition rather than conflict of principle; this means that all the researchers are unanimously agreed upon the conditions and types of sacrifice after which automated sacrifice does not remain a permanent question but becomes a conditional question of satisfying the conditions of sacrifice. For those researchers who think that it satisfies all the conditions automated sacrifice becomes Halal, for those who do not think it satisfies the conditions it is termed Haraam. Sometime ago, an Egyptian scholar - Late Allama Rasheed Raza - changed his stance from that of the commonly agreed stance and accepted automated sacrifice as correct, after this research there remains no ground for further investigation. Europe's non-sacrificial meat does not remain Haraam, import of meat from Non-Muslim countries does not require no objection certificates from any organization. The gist of his stand is that sacrifice of animal is from habitual actions therefore, optional sacrifice does not encompass the conditions of cutting of veins in neck and flow of blood

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

in somuch that killing an animal through electrocution is not only Halal in fact it is preferred and better. In this monologue the difference of opinion between most scholars and Allama Rasheed will be elaborated and weighed in the light of actual source (Quran and Sunnah).

تلخیص

''یوں تو زندگی ''ہر دم رواں پیہم دواں'' ہے اور ہر نیا زمانہ اپنے ساتھ نئے مسائل اور نئے حالات لے کر آتا ہے، لیکن خاص طور سے مشین کی ایجاد کے بعد حالات نے جو پلٹا کھایا ہے اس نے انسانی زندگی کے ہر شعبے میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں اور ہر علم وفن میں نئے مسائل پیدا کر کے تحقیق وتفتیش کے نئے میدان کھولے۔

اس ضمن میں بے شمار فقہی مسائل بھی پیدا ہو گئے ہیں جن کا صریح حکم قرآن وسنت میں موجود نہیں اور ان کا حل تلاش کرنے کے لیئے مجتہدین امت کی تحقیقات کی روشنی میں قرآن وسنت کی اصولی تعلیمات کی طرف رجوع از حد ضروری ہے۔

مشینی ذبیحہ بھی اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ ذبیحہ کی جدید صورتیں [بشمول مشینی ذبیحہ] ایک عرصہ سے محققین ومفکرین کی تحریرات کا مرکز بنی ہوئی ہیں۔ تاہم ان تمام تحریرات کا بغور جائزہ یہ بتاتا ہے کہ یہ اختلاف اختلاف قانونی نہیں بلکہ اختلافِ واقعاتی ہے، یعنی مذکورہ بالا ارباب فتاوی کی اکثریت اسلامی ذبیحہ کی صورت وکیفیت اور اسکے ارکان وشرائط کے ثبوت میں متفق ہیں، جس کے بعد مشینی ذبیحہ کوئی مستقل مسئلہ نہیں رہ جاتا بلکہ وہ ایک واقعاتی سوال بن جاتا ہے کہ اس میں اسلامی ذبیحہ کے ارکان وشرائط پورے ہو رہے ہیں یا نہیں۔ جن محققین کی تحقیق یہ ہے کہ شرائط پوری ہو رہی ہیں ان کے نزدیک جدید مشینی ذبیحہ حلال ہے، دیگر کے نزدیک حرام۔

کچھ عرصہ قبل مصری عالم علامہ رشید رضا مرحوم نے اجماعی موقف سے ہٹ کر تحقیق پیش کی جس کو درست تسلیم کرنے کے بعد مشینی ذبیحہ کے بارے میں کسی مزید تحقیق کی ضرورت نہیں رہتی۔ یورپ کے غیر مذبوح گوشت حرام نہیں رہتے، غیر مسلم ممالک سے گوشت درآمد کرنے میں کسی تفتیشی ادارے کی حاجت نہیں رہتی۔ آپ کے موقف کا خلاصہ یہ ہے کہ ذبحِ حیوان امور عادیہ میں سے ہے، لہذا ذبح اختیاری میں بھی گردن کی رگوں کا کاٹنا، خون کا نکالنا شرطِ صحت نہیں، حتی کہ جانور کو بجلی کے کرنٹ کے ذریعہ مار دیا جائے تو وہ نہ صرف حلال ہے بلکہ افضل وپسندیدہ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پیشِ نظر مقالے میں جمہور علماء اور علامہ رشید کے اختلاف کو مآخذ اصلیہ (قرآن وسنت) کی روشنی میں پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔"

اسلامی ذبیحہ کی اجماعی شرائط

جمہور امت کی اجماعی تحقیق میں حیوان کے حلال ہونے کے لیئے درج ذیل تین شرائط کا تحقق ضروری ہے۔

[الف] روح نکالنے کا صحیح طریقہ، جسے قرآن "ذکاۃ" سے تعبیر کرتا ہے۔ فقہ اسلامی میں اس کی اختیاری صورت کو "ذبح" اور اضطراری صورت کو "صید" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ذبح کی حقیقت یہ ہے کہ حلق اور سینہ کے درمیانی گڑھے [لبۃ] کے درمیان سے کسی دھاری دھار آلہ سے یہ چار رگیں کاٹ دی جائیں۔ یعنی سانس کی نالی [حلقوم]، کھانے کی نالی [مریء] اور دونوں طرف کے خون کی رگیں [اوداج]۔

[ب] بوقت ذبح اللہ کا نام لینا۔

[ج] ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا

ذبیحہ کے متعلق علامہ رشید رضا مصری کا شاذ فتوی

مفتی عبدہ کے شاگرد علامہ رشید رضا مصری [1865 - 1935]۔ مصر کے اہل قلم صحافی اور اہلِ علم مفتی شمار ہوتے ہیں لیکن ذبح کے بارے میں آپ کا موقف جمہور سے بالکل ہٹ کر ہے۔ آپ نے اپنے موقف کا تفصیلی اظہار "تفسیر المنار" میں سورۃ المائدہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں تقریباً ستر صفحات پر محیط بحث میں کیا ہے۔

آپ کے موقف کا خلاصہ یہ ہے۔

﴿الف﴾ ذبح حیوان کے لیئے شرعاً درج بالا امور ضروری نہیں۔ ذبح اختیاری میں بھی گردن کی رگوں کا کاٹنا، خون کا نکالنا شرطِ صحت نہیں۔

لکھتے ہیں:

لان سیلان الدم سبب لحل الحیوان ولکنه لیس شرطا[۱]

"خون کا نکلنا جانور کے حلال ہونے کے لیئے سبب ہے، شرط نہیں۔"

آپ کے نزدیک ذبح کے لیئے صرف اتنا کافی ہے کہ انسان کسی جانور کو کھانے کی نیت سے اپنے ارادہ سے مارے، مارنے کی صورت کچھ بھی ہو۔

تحریر کرتے ہیں:

وقد تقدم معنی التذکیة وانها عبارة عن قتل الحیوان بقصد أکله[۲]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تذکیہ (جو کہ جانور کے حلال ہونے کی بنیادی شرط ہے) کے معنی پہلے بیان ہو چکے کہ یہ کسی جانور کو کھانے کی نیت سے مارنے کا نام ہے۔

﴿ب﴾ علامہ تحقیق کی رو سے کھانے کی نیت سے مارا ہوا جانور ہر حال میں حلال ہے، کوئی مارے، کس طرح مارے، حتیٰ کہ جانور کو بجلی کے کرنٹ کے ذریعہ مار دیا جائے تو وہ نہ صرف حلال ہے بلکہ افضل و پسندیدہ ہے۔

آپ کا ایک جملہ ہے:

وانی لاعتقد ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لو اطلع علی طریقة للتذکیة اسھل علی الحیوان ولا ضرر فیھا کا التذکیة بالکھر بائیة. ان صح ھذا الوصف فیھا. لفضلھا علی الذبح [۳]

ترجمہ: اور میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تذکیہ کا کوئی اور طریقہ معلوم ہوتا جو جانوروں کے لیئے سہولت کا اور کم تکلیف کا باعث ہو، جیسا کہ بجلی سے مارنے کا تذکیہ ہے، اگر یہ وصف اس میں پایا جاتا ہے تو آپ علیہ اسلام اس طریقہ کو ذبح کے طریقے سے افضل قرار دیتے۔

اس عبارت میں بجلی سے مارنے کو بھی تذکیہ کہا گیا ہے۔

﴿ج﴾ اختیاری زکوۃ میں بھی ذبح کرنا، رگوں کا کٹنا شرط نہیں۔ قرآن و حدیث نے انہیں ضروری قرار نہیں دیا۔ یہ سب فقہا کی بے بنیاد تکلفات ہیں۔

علامہ رقم طراز ہیں:

ولما کانت التذکیة المعتادة فی الغالب لصغار الحیوانات المقدور علیھاھی الذبح کثیر التعبیر بہ فجعلہ الفقھاء ھو الاصل. وظنوا انہ مقصود بالذات...ولھذا اسشترطوا فیہ قطع الحلقوم و الودجین والمرئ علی خلاف بینھم فی تلک الشروط. وان ھذا لتحکم فی الطب والشرع بغیر بینة [۴]

ترجمہ: چھوٹے اور مانوس جانوروں میں تذکیہ چونکہ عموماً ذبح کرنے سے حاصل ہوتا تھا، فقہاء نے اسی کی اصل سمجھ لیا اور گمان کیا کہ یہ ذبح ہی مقصود ہے۔۔۔۔اسی [غلط فہمی کی] وجہ سے فقہاء نے کھانے، سانس لینے اور خون کی رگوں کے کٹنے کو تھوڑے اختلاف کے ساتھ شرط زکوۃ قرار دیا۔ بے شک یہ طبی اور شرعی لحاظ سے بلا دلیل زور آزمائی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

﴿د﴾ اسی اجتھاد کا تکملہ یہ ہے کہ علامہ کے نزدیک جس جانور کو گلا گھونٹ کر قصداً مار دیا جائے وہ بھی حلال ہے۔ حرام صرف وہ جانور ہے جو اپنی موت مرگیا ہو یا کسی انسان کے اختیار کے بغیر کسی ٹکر سے یا اونچی جگہ سے گر کر یا خود بخود گلا گھٹ کر مر گیا ہو۔

آپ منخنقۃ [گلا گھوٹا ہوا جانور جو حرام ہے] کی صرف اس صورت کو حرام قرار دیتے ہیں جب وہ خود بخود گلا گھٹ کے مر گیا ہو۔

فالمنخنقة بهذا المعنى من قبيل مامات حتف انفه من حيث انه لم يمت بتذكية الانسان له لاجل اكله [۵]

پس منخنقۃ [ہماری] اس تعریف کی رو سے اس جانور میں سے ہے جو اپنی موت آپ مر گیا ہو، کسی انسان نے اپنے کھانے کے لیے اسے نہ مارا ہو۔

﴿ہ﴾ اسکے بعد واضح لفظوں میں آپ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جانور کا گوشت کھانا امور عادیہ میں سے ہے، للہٰذا اس میں حالات کے لحاظ سے تبدیلی آسکتی ہے، شرعی پابندیاں صرف عبادات میں ہوا کرتی ہیں۔

وامور العادات فى الأكل واللباس ليست مما يتعبد الله الناس تعبدًا باقرارهم عليه وانما تكون احكام العبادة بنصوص من الشارعتدل عليها[٦]

اور کھانا اور لباس وغیرہ جو عادات میں ہیں، ان چیزوں میں سے نہیں، جن کے ذریعے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے، نصوصِ شریعت کی پابندی تو صرف عبادات میں ہوتی ہے۔

علامہ کے موقف کی ممکنہ اہمیت:

علامہ رشید رضا کی یہ انوکھی تحقیق اس لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ اس کو درست تسلیم کرنے کے بعد مشینی ذبیحہ کے بارے میں کسی مزید تحقیق کی ضرورت نہیں رہتی۔ یورپ کے غیر مذبوح گوشت حرام نہیں رہتا، غیر مسلم ممالک سے گوشت درآمد کرنے میں کسی تفتیشی ادارے کی حاجت نہیں رہتی۔ ذبیحہ کی تمام جدید شکلیں بیک جنبش قلم حلال قرار دی جاسکتی ہیں۔

مناقشہ اور اس کا اجمالی خاکہ:

اسی ضرورت کے پیش نظر بندہ زیرِ نظر مقالہ میں علامہ کے موقف کی شرعی جائزہ لینے کا اردہ رکھتا ہے۔ قارئین کی سہولت کے پیش نظر اس مقالہ کو درج ذیل عنوانات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

﴿الف﴾ ذبح حیوان کو شریعت کیا اہمیت دیتی ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

﴿ب﴾ کیا قرآن وسنت ذبح حیوان کے لیئے مخصوص شرائط کی پابندی لازمی قرار دیتی ہے؟

﴿ج﴾ رگیں کاٹے بغیر روح نکالنا کیسا ہے؟

﴿د﴾ ذبح حیوان امورِ عادیہ میں سے ہے یا امور تعبدیہ میں؟

﴿الف﴾ ذبح حیوان کا شریعت میں مقام:

صحیح احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ذبیحہ کو ان ''شعائر'' میں فرمایا ہے، جن سے مسلمان کا مسلمان ہونا پہچانا جاتا ہے۔

چنانچہ صحیح البخاری میں ہے:

من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا وأكل ذبيحتنا فذلك المسلم الذی له ذمة الله ورسوله. [۷]

جو شخص ہماری طرح نماز ادا کرے اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے، ایسا شخص مسلمان ہے، جس کے لیئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔

اس سے زیادہ صریح ایک اور روایت ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں۔

امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا: لا اله الا الله : فاذا قالوها وصلوا صلاتنا واستقبلوا قبلتنا وذبحوا ذبيحتنا فقد حرمت علينا دماؤهم واموالهم الا بحقها. [۸]

مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں، یہاں تک کہ وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہیں، جب وہ لوگ یہ کلمہ کہہ دیں، اور ہماری جیسی نماز ادا کریں، اور ہمارے قبیلے کا استقبال کریں اور ہمارے طریقے سے ذبح کریں تو اس وقت ان کا خون اور ان کا مال ہمارے اوپر حرام ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کے ذبح کو نماز اور استقبالِ قبلہ کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے اور اسکو شریعتِ اسلامیہ کے ان امتیازات میں شمار فرمایا ہے جن کے ذریعہ مسلمان غیر مسلم سے ممتاز ہوتا ہے۔ صاحب شریعت کی شہادت سے بڑھ کر کس کی شہادت ہوگی کہ مشروع طریقے سے ذبحِ حیوان امور تعبدیہ میں سے اس حد تک مذہبی رسم ہے کہ اس پر عمل ایک مسلمان کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وفيه: ان امور الناس محمولة على الظاهر. فمن اظهر شعار الدين اجريت عليه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احکام اهله مالم یظهر منه خلاف ذلک. [۹]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا معاملہ ظاہر کے مطابق ہوگا۔ جو شخص دین کے شعار کا اظہار کرے تو اس پر دین کے ماننے والوں کے احکام جاری ہوں گے۔ جب تک اس سے اسکے منافی کوئی عمل سرزد نہ ہو۔

ذبح کو شعائرِ اسلام تعلیم کرنے کے بعد عقلِ سلیم اس بات کا ضرور تقاضا کرتی ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں اسکے متعلق دیگر شعائر کی طرح جامع و مانع احکام بھی موجود ہوں، ورنہ کسی غیر واضح حکم کو، جسکی تفصیل و تطبیق عوام و علماء کے حوالے کردی گئی ہو، شعائرِ اسلامی تو در کنار اہم حکم تسلیم کرنا مشکل ہے، خود اس حدیث میں ذبیحتنا [ہمارا طریقہ ذبح] کے الفاظ ذبح اسلامیہ کی مخصوص ساخت کی داخلی شہادت دے رہے ہیں۔

﴿ب﴾ قرآن وحدیث میں ذبح کا تصور:

مآخذِ اسلامیہ کے تفصیلی مطالعہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ معاشرتی امور میں سے نکاح وطلاق کی طرح ذبحِ حیوان بھی ایک خالص مذہبی چیز ہے، جس کے بارے میں خاص طریقے اور اصول مقرر کرنے میں شریعت سمحاء دوسری تمام سابقہ شریعتوں سے ممتاز ہے۔

اس دعویٰ کی سب سے بنیادی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت مقدسہ ہے:

لکل امة جعلنا منسکا هم ناسکوه. [۱۰]

ہم نے ہر امت کے واسطے ذبح کرنے کا طریقہ مقرر کیا ہے کہ وہ اسی طریقے پر ذبح کیا کرتے تھے۔

تابعین وکبار مفسرین (مثلاً امام مجاہد، حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہما) سے منسکا کی تفسیر "احکام الذبائح" منقول ہے۔[۱۱] لہٰذا آیت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت اور شریعت کے لیئے ذبیحہ کے احکام الگ الگ رکھے ہیں، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت چونکہ ایک مستقل شریعت ہے، لہٰذا ذبائح کے جداگانہ ممتاز احکامات کی حامل ہے۔[۱۲]

یہ آیت اس امر میں صریح و واضح ہے کہ شریعت نے مسئلہ ذبح حیوان کو ایک خاص ترکیب دی ہے، اور اس کی بنیادی وضع قطع کی تراش خراش افرادِ امت کے حوالے نہیں کی۔

اس اجمال کی تفصیل ان متعدد نصوص قرآنیہ واحادیثِ نبویہ سے ہوتی ہے جن ذبحِ حیوان کی جزوی تفصیلات تک مذکور ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

﴿ج﴾ ذبح حیوان کی منصوصی شرائط:

علامہ رشید رضا مصری مرحوم کا موقف گذشتہ صفحات میں بحوالہ ذکر ہو چکا ہے کہ آپ حلقوم کے کٹنے، حلق سے خون نکلنے وغیرہ کو ذبح اختیاری میں بھی لازمی تصور نہیں کرتے، ان کے نزدیک یہ فقہاء کرام کی تکلفات ہیں، جنہیں بغیر کسی دلیل و برھان کے شریعت کا حصہ قرار دے کر فقہا نے امت کو بے جا تنگی میں ڈال دیا ہے۔

چنانچہ آپ فقہ اربعہ کے تجزیہ کے بعد بحث کا اختتام اس جملہ سے کرتے ہیں۔

ومن العجائب ان كثيرًا من الناس يحبون ان تكون الشريعة عسرًا لايسرًا وحرجا لاسعة، وان هم لم يلتزموها الافيما يوافق أهوائهم. فمن شدد على نفسه لذالك ذنب عقابه فيه ومن شدد على الامة حثوناالتراب فى فيه.[۱۳]

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ شریعت میں آسانی کے بجائے مشقت اور وسعت کے بجائے تنگی ہو۔ انہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق شرائط لازم کردی ہیں۔ پس جس نے اس وجہ سے اپنے اوپر تنگی کی، اس کا گناہ اس پر ہے، اور جس نے امت پر تنگی کی ہم اس کی منہ میں مٹی ڈالے گے۔

لیکن یہ منظر اس وقت بدل جاتا ہے جب ایک منصف مزاج شخص غیر جانبداری سے آیات قرآنیہ و نصوص نبویہ کا تحقیقی واستقرائی مطالعہ کرتا ہے اور تحقیق کے نتیجے میں اس حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے کہ اسلامی ذبیحہ کے اصل مسئلے کو خود قرآن کریم نے براہِ راست ایسا واضح کر دیا ہے کہ اس میں کسی اجتھاد ورائے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی وعملی احادیث نے اس کو اور بھی زیادہ واضح اور روشن کر دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شکار و ذبح کے یہ احکام فقہ اسلامی کے اہم ابواب شمار ہوتے ہیں۔ اور فقہ کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں کتاب الصید و الذبائح نہ ہو اور اس میں ذبح کے تفصیلی احکام مذکور نہ ہوں۔ اگر چہ فقہاء کرام نے کچھ شرائط حجیتِ قیاس کے پیشِ نظر نصوص سے مستنبط بھی کیں ہیں، تاہم ان کا ذکر ہماری بحث سے خارج ہے۔ سرِ دست منصوصی شرائط ہی ذکر کی جاتی ہیں تا کہ علامہ کے موقف کا قرآن وسنت کے مخالف ہونا واضح ہو سکے۔

﴿د﴾ شرعی ذبح اور اس کی شرائط۔ دلائل کی روشنی میں:

ذیل میں ذبحِ حیوان کی شرائطِ منصوصہ بالترتیب ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام بلند کیا جائے۔

قرآنِ حکیم تو بلاغت کا معیاری اور جامع مختصر کلام ہے، اس کے باوجود وہ اس تفصیل کے ساتھ اور واضح الفاظ میں یہ مسئلہ بتاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک جگہ ارشاد ہے:

ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللّٰہ علیہ وانہ لفسق. [انعام: ۱۲۲]

اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ، جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور بلاشبہ یہ گناہ کی بات ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

ومالکم ان لاتأکلوا مماذکر اسم اللّٰہ علیہ.

اور تم کو کونسا امر اس کا باعث ہوسکتا ہو کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

(۲) ذابح مسلمان یا کم از کم کسی کتاب سماوی کا معتقد ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد نے صرف اہلِ کتاب کے ذبیحہ کے حلت کی تخصیص فرمادی ہے:

وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم [المائدۃ: ۵]

ان لوگوں کا طعام تمہارے لیئے حلال ہے جن کو کتاب دی گئی ہے۔

(۳) ذبح میں رگیں ضرور کاٹی جائیں۔

فقہاء امت کی اجماعی تحقیق ہے کہ جانور کی اس طرح رگیں کٹنے سے ''ذکاۃ شرعی'' حاصل ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں اس کا خون بہہ جائے۔

دلائل درج ذیل ہیں:

[الف] عن ابن عباس و ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہما قالا: نہی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن شریطۃ الشیطان، وھی التی تذبح فیقطع الجلد ولاتفری الاوداج تترک حتی تموت. [۱۴]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کے چیرے سے منع فرمایا ہے، وہ یہ کہ جانور کو اس طرح ذبح کیا جائے کہ اس کی کھال کاٹ کر اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کی رگیں نہ کاٹی جائیں یہاں تک کہ وہ جانور مرجائے۔

[ب] عن حذیفۃ وفی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذبحوا بکل شیءٍ فری الاوداج ماخلا السن والظفر. [۱۵]

ترجمہ: حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر اس چیز سے ذبح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر سکتے ہیں جس سے رگیں کٹ جائیں، سوائے دانت اور ناخن کے۔

[ج] وعن رافع بن خديج قال: سألت رسول الله عن الذبيحة بالليطة، قال: كل مافرى الاوداج الاسن اوظفر.[١٦]

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمان سے ذبح کیے ہوئے جانور کے بارے میں دریافت کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: جس جانور کی رگیں کٹ جائیں اسے کھالو سوائے دانت یا ناخن سے کٹے ہوئے کے۔

مذکورہ بالا احادیث ذبح کے لیئے اوداج کے کٹنے کو ضروری قرار دیتی ہے۔اوداج، ودج کی جمع ہے، جو کھانے اور سانس کی نالی کے دائیں بائیں خون کی موٹی رگوں کو کہتے ہیں، عادۃً ان کا قطع کرنا سانس اور کھانے کی نالیاں کاٹے بغیر نہیں ہوتا، اس لئے مراد ان چاروں کا کاٹنا ہے۔[١٧]

(۴) ذبح شرعی کے لیے جانور کا خون بہنا بھی ضروری ہے۔

علامہ کے موقف برخلاف صحیح احادیث سے ذکاۃ شرعی کے لیے خون بہنے کی شرط معلوم ہوتی ہے۔مثلاً:

[ا] حضرت رافع بن خدیج سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ ان کے دادا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ:

افنذبح بالقص؟ فقال: ماانهر الدّم وذكر اسم الله فكل؟[١٨]

ترجمہ: کیا ہم جانور کو بانس کے چھلکے سے ذبح کر سکتے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جو چیز خوب خون بہائے اور اس جانور پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس کو کھالو۔

[۲] حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ عرض کیا:

انی ارسل کلبی فاخذ الصيد، فلا اجد ماذكيه به فاذبحه بالمروة وبالعصا، قال: انهر الدم بما شئت واذكر اسم الله[١٩]

ترجمہ: میں شکار کرنے کے لیئے کتا چھوڑتا ہوں، اور اس کے نتیجے میں جانور شکار کر لیتا ہوں، لیکن مجھے کوئی چیز نہیں ملتی جس سے اس شکار کو ذبح کروں تو میں کانچ یا لکڑی سے ذبح کر دیتا ہوں۔حضور نے فرمایا: جس چیز سے چاہو، خون بہا دو، اور اس کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لو۔

مذکورہ بالا احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کے بہنے کو ''انہر'' سے تعبیر کیا ہے۔''انہار'' کے اصل معنی ''وسعت'' کے ہیں، ''نہر'' کو ''نہر'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں پانی وسعت سے بہتا ہے۔معلوم ہوا کہ ذکاۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شرعی کے لیے نہ صرف خون کا بہنا بلکہ کامل طور پر بہنا شرط ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب خون کی رگیں کاٹ دی جائیں۔

(۵) مقامِ ذبح۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات کے ذریعے ذبح کے محل کی بھی تعیین فرمائی اور اسے اتنی اہمیت دی کہ منی کے عظیم اجتماع میں اس کا اعلانِ عام فرمایا:

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه، قال: بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم بدیل بن ورقا علی جمل اورق، یصیح فی فجاج منی: الا ان الذکوة فی الحلق واللبة، الا ولا تعجلو. [۲۰]

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے بدیل بن ورقا کو مٹیالے رنگ کے اونٹ پر وادی منی میں اعلان کرنے کے لیے بھیجا: خواب سمجھ لو! ذکاۃ اختیاری کا محل حلق اور سینہ کے درمیانی گڑھے کے درمیانی حصہ ہے، خبردار! (پوری طرح جان نکلنے سے پہلے کھال اتارنے میں) جلدی نہ کرو۔

یہ حدیث بھی اس کی شاہد عادل ہے کہ جانور کے حلال ہونے کے لیے مخصوص مقام سے ہی خون نکالنا شرطِ اصلی ہے، محض جانور کو مارنے سے حلال نہیں ہوا جاتا۔ بس اتنی تفصیل ہے کہ جس وحشی جانور کو پکڑ کر ذبح کرنا ممکن نہ ہو، یا جانور مانوس تو ہے لیکن بدک گیا ہے، ان کے لیئے جانور کے کسی بھی حصے کو زخمی کر دینا کافی سمجھایا گیا ہے، لیکن اس کے علاوہ جانوروں کے ذبح کی تمام صورتوں میں حلق ولبہ کے درمیان سے ذبح کرنا ضروری ہے۔

اس کی تائید اس اعلان سے ہوتی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالی نے مدینہ منورہ کے بازار میں کروایا:

الذکاة فی الحلق واللبة لمن قدر. [۲۱]

ترجمہ: جس جانور کے ذبح پر قدرت ہو اسکو حلق اور لبۃ کے درمیان سے ذبح کرنا ضروری ہے۔

(۶) تیز دھاری دھار آلہ۔

فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ''ذکاۃ شرعی'' کے لیئے آلۂ ذبح کا دھاردار ہونا واجب ہے کہ وہ آلہ اپنی دھار کی وجہ سے جانور کو کاٹ دے یا پھاڑ دے، اپنے بوجھ اور وزن کی وجہ سے نہیں پھاڑے۔ البتہ چھری یا چاقو ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر دھاردار چیز سے ذبح جائز ہے۔

فقہاء کرام کے اس موقف کی تائید ان تمام ماسبقہ احادیث سے ہوتی ہیں جن میں آپ نے فرمایا:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''ہراس چیز سے ذبح کرسکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے، سوائے دانت اور ناخن کے''۔[۲۲]

مذکورہ بالا شرائط کے علاوہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذبح حیوان کی مذید تفصیلات بھی منصوص ومنقول ہیں، جن کا مطالعہ صحاح کی ''كتاب الصيد و الذبائح'' میں کیا جاسکتا ہے۔

بہر حال! احادیث بالا سے ثابت ہوجاتا ہے کہ ذبح کا مسنون اور شرعی طریقہ وہی ہے جسے امت کے فقہاء نقل کرتے چلے آرہے ہیں کہ جانورر کو اوراس طرح ذبح کیا جائے کہ اسکے گلے کی چار رگیں کٹ جائیں، خون بہہ جائے، اور اللہ کا نام ابتداء میں لے لیا جائے۔

یہ طریقہ فقہاء کرام کا نہ تو اختراع کردہ ہے نہ ہی اہل عرب کی نری تقلیدی روش کا نتیجہ ہے بلکہ خود صاحب شریعت کا وضع کردہ ہے، جس کی خلاف ورزی گناہ بھی ہے اور ناجائز بھی ہے۔

(۷) جانور کی رگیں کاٹے بغیر روح نکالنے کی شرعی حیثیت

علامہ مصری کے مطابق جانور کے حلال ہونے کے لیئے ذبح اور اسکے متعلقات چونکہ لازم نہیں، لہذا وہ جانور جو گلا گھونٹ کر مارا جائے وہ بھی حلال ہے، چاہے کوئی مارے کس طرح مارے، حلقوم کی رگیں کٹیں یا نہ کٹیں۔ حرام صرف وہ جانور ہے جو بغیر کسی انسان کے مقصد واختیار کے اپنی موت آپ مرگیا ہو۔

لیکن جمہور فقہاء ومجتھدین جانور کے حلال ہونے کے لیئے رگیں کاٹنے کو ایک لازمی عنصر قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایسا جانور جس پر انسان کو ذبح کرنے کی قدرت حاصل ہے، اگر اس کی رگیں کاٹے بغیر روح نکال دی جائے تو ذکوۃ شرعی حاصل نہ ہونے کی بناء پر وہ حرام ہوگا۔

اس کی دلیل اول قرآن کریم کی یہ آیت ہے

حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما احل بغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الاماذكيتم.

ترجمہ: حرام کیا گیا ہے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، جس کو غیر دھار دار بھاری آلے سے مارا گیا ہو، جو اوپر سے گر کر مر گیا ہو، اور جو جانور دوسرے جانور کے سینگ مارنے کی وجہ سے ہلاک ہوگیا ہو اور جس جانور کو درندے نے کھایا ہو، البتہ وہ جانور جس کو تم ذبح کرو۔

اس آیت میں منخنقة اور موقوذة کو حرام جانوروں میں شمار کیا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منخنقہ:

وہ جانور ہے جس کی موت گلا گھٹنے سے واقع ہو، چاہے کوئی اسکا گلا گھوٹے یا اتفاق سے ایسا ہو جائے۔ بہر حال جس جانور کو بغیر ذبح کیے محض گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو، وہ بھی منخنقہ میں شامل اور نصِ قرآنی کی رو سے حرام ہو جاتا ہے۔

منخنقہ کی اس تفسیر کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کے اس قول سے ہوتی ہے:

المنخنقة التي تخنق فتموت. [۲۳]

ترجمہ: منخنقہ وہ جانور ہے جس کا گلا گھوٹا جائے تا کہ وہ مر جائے۔

موقوذۃ:

وہ جانور ہے جس کو غیر دھاری دار بھاری چیز سے مارا جائے حتی کہ وہ مر جائے۔ اس کو بھی انسان ہی کھانے کے ارادہ سے مارتے تھے۔ جیسا کہ مشہور تابعی حضرت قتادۃ نقل کرتے ہیں:

قال قتادة: كان اهل الجاهلية يضر بونها بالعصى حتى اذا ماتت اكلوها [۲۴]

ترجمہ: حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت جانور کو لاٹھیوں سے مارتے تھے، جب وہ مر جاتا اسے کھا لیتے۔

بہر حال! اس آیت سے مقصود اس بات کا سمجھانا ہے کہ جانور کے حلال ہونے کے لیئے شریعت نے ایک ہی راستہ متعین فرمایا ہے، یعنی اختیاری صورت میں رگیں کاٹ کر ذبح کرنا، اضراری صورت میں شکاری پرندے و کتے یا دھاری دھار تیر کے ذریعے جانور کو زخمی کرنا۔ اس کے علاوہ کسی بھی طریق سے مارے گئے جانور کا حلال ہونے کی کوئی صورت نہیں، اسمیں انسان کے مقصد کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں۔

﴿ ۵ ﴾ ذبح حیوان امرِ عادی ہے یا امرِ تعبدی؟

مقالے کے ابتدائی حصے میں مذکور علامہ کے موقف کا خلاصہ علامہ ہی کے الفاظ میں یہ مترشح ہوتا ہے کہ ذبح کا تعلق کھانے پینے سے ہے، اور اکل و شرب امور عادیہ میں سے ہیں، جو تکلیفاتِ شرعیہ کی حدود سے خارج ہیں، شریعت کی پابندیوں کا مکلّف انسان صرف عبادات کے دائرہ میں ہوتا ہے، لہذا ہر نئے زمانے کے لحاظ سے ذکاۃ شرعی کی صورت و کیفیت تبدیل کی جا سکتی ہے، عہدِ رسالت کے منقولہ طریقے کی اتباع ضروری نہیں۔

اسی اجتھاد کا تکملہ ہے کہ آپ کے نزدیک بجلی کے جھٹکے سے جانور کو مارنا نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے اور مشینہ ذبیحہ تمام پابندیوں کی رعایت کیے بغیر ہی جائز ہے۔

جمہور کی رائے میں اول تو ''ذبح حیوان'' امر عادی'' ہی میں سے نہیں۔ اور اگر بالفرض اسے امور عادیہ میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی اس طریقہ کو تبدیل کرنے ہمیں حق حاصل نہیں۔

جمہور کی یہ رائے تحقیق پر مبنی ہے، جسے دلائل کے اضافے کا ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

[الف] امر عادی اور امر تعبدی کی پہچان

''امر عادی'' اور ''امر تعبدی'' دونوں ائمہ اصول کی اصطلاح ہے جس کی تشریح علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی اس طرح فرماتے ہیں:

فما شرعه ان ظهرت حكمته لنا قلنا انه معقول والاقلنا انه تعبدى[۲۵]

ترجمہ: شریعت نے جن چیزوں کے بارے میں حکم دیا ہے، اگر اس کی حکمت ہمیں معلوم ہو جائے تو اسے امر معقولی [یا عادی] کہے گے ورنہ اسے امر تعبدی کہے گے۔

اس کی مزید وضاحت امام الشاطبی کے کلام سے ہوتی ہے۔

مالم يعقل معناه على التفصيل من المامور به او المنهى عنه فهو المراد بالتعبدى وماعقل معناه وعرفت مصلحته او مفسدته فهو المراد بالعادى، فالطهارات والصلوات والصيام والحج كلها تعبدى، والبيع النكاح والشراء والطلاق والاجارات كلها عادى لان احكامها معقولة المعنى. [۲۶]

ترجمہ: شریعت میں جس کام کے کرنے کا حکم دیا جائے یا جس کے کرنے سے روکا جائے۔ اگر اس کی حقیقت وغایت پوری تفصیل کے ساتھ سمجھ میں نہ آئے تو وہ ''امر تعبدی'' ہے اور اگر اس کی حقیقت پوری تفصیل وتوضیح کے ساتھ سمجھ میں آجائے اور اس کی مصلحت یا مضرت پوری طرح واضح ہوجائے تو وہ ''امر عادی'' ہے۔ لہذا وضو، غسل وغیرہ، نماز، روزہ، حج سب کے سب امور عبدیہ ہیں۔ خرید وفروخت، نکاح، طلاق، اجازت، جنایات وعقوبات ''امور عادیہ'' ہیں۔

اس تفصیل کی روشنی میں جب ہم ذکاۃ شرعی [ذبح کے شرعی طریقہ] کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ ہم کو ''امور تعبدیہ'' میں داخل نظر آتا ہے، کیونکہ اس طریقہ کی کچھ حکمتیں اور فوائد معلوم ہوتے ہوئے بھی یہ دعوی نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی پوری غرض وغایت ہماری سمجھ میں آگئی۔ یہ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس طریقہ خاص سے ذبح کرنے سے دم مسفوح آسانی سے نکل جاتا ہے، لیکن پھر بھی چند سوالات ذہن میں پیدا ہوئے۔ مثلاً ان موٹی موٹی رگوں کو کاٹنے کا حکم کیوں دیا؟ دوسری رگوں کے کاٹنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے، چنانچہ ذکاۃ اضطراری میں دوسرا طریقہ ہی اختیار کیا گیا ہے۔

غرض اس کی غرض وغایت اور پوری حکمتیں ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں، لہذا اس امر کو تعبدی ہی کیا جائے گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

[ب] امر تعبدی کی واضح علامت

اہل اصول کی تصریح ہے کہ امور تعبدیہ کا ایک خاصہ یہ ہے کہ ان میں فرائض، سنن، فضائل، مستحبات شریعت کی جانب سے بیان کیئے جاتے ہیں، امور عادیہ میں یہ بیان نہیں کیے جاتے۔

اس لحاظ سے بھی ذکاۃ شرعی ''امور تعبدیہ'' میں شامل معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لیئے فرائض، واجبات، سنن کے ساتھ ساتھ آداب تک صاحب شریعت نے واضح الفاظ میں بیان کیے ہیں، حتی کہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چھری تیز کرنے تک کو صراحت سے بیان کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ کتب الاحسان علی کل شیء فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحد احدکم شفرته فلیرح ذبیحته. [۲۷]

ترجمہ: بلاشبہ، اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے میں احسان وخوبی کا برتاؤ کرنے کی تاکید کی ہے، اگر کسی [مجرم] کو قتل کرو تو مناسب صورت سے قتل کرو اور اگر جانور کو ذبح کرو تو مناسب صورت سے قتل کرو۔ اور چھری تیز رکھو اس سے جانور کے لیے سہولت کی کوشش کرو۔

مسلمانوں نے اسی بناء پر ہمیشہ ذبیحہ کے مسئلہ کو اہمیت دی ہے اور ذبح کی خدمت ایسے لوگوں کے سپرد کی جو ان کے مسائل سے پوری طرح واقف ہوں۔

علامہ عبدالحی الکتانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق عہدِ رسالت میں ذبح اور نحر کی خدمت جلیل القدر صحابہ کے ذمہ تھی، چنانچہ اس سلسلے میں آپ حضرت زبیر، عمرو بن العاس، عامر بن کریز رضی اللہ عنھم کے اسماء شمار کراتے ہیں۔ [۲۸]

علامہ ابن الحاج المالکی مدخل میں اپنے زمان بھی اسی احتیاط کا ذکر کرتے ہیں:

''میں اپنے وطن فاس میں اسی طریقہ پر عمل پاتا ہوں کہ وہاں مویشی کے مالک ذبح نہیں کرتے بلکہ دیندار باخبر لوگ اس لیے مقرر ہیں اور وہ ذبح کرتے ہیں۔ [۲۹]

[ج] خودساختہ اصطلاح

علامہ رشید رضا مصری کی تحریر کا بغور جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ امور عادیہ اور امور تعبدیہ اصولین کی اصطلاح کے تناظر میں لینے کے بجائے ایک نئی تعریف کے قائل ہیں۔ یعنی بعثت سے قبل جو امور اہل عرب کیا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد اپنی طریقوں کو برقرار رکھا، وہ امور عادیہ ہیں، اور جو اس طرح نہ ہوں وہ تعبدی ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ کا ہی جملہ ہے

والصواب ان الذبح كان ولايزال اسهل انواع التذكية على اكثر الناس فلذلك اختاروه واقرهم الشرع عليه. [٣٠]

حقیقت یہ ہے کہ ذبح جانور کے تذکیہ کے لیئے لوگوں کے لیئے سب سے آسان طریقہ تھا، اسی وجہ سے لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا اور شریعت نے اسے برقرار رکھا۔

تاہم غور کیا جائے تو یہ اصطلاح ہی خود ساختہ ہے اور مستشرقین کی خانہ ساز ہے۔ عہدِ جاہلیت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ مشرکینِ عرب میں نماز، زکوٰۃ، غسل جنابت، ختنہ، اعتکاف، وغیرہ کے پابندی پائی جاتی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ان تمام امور کو فرداً فرداً ثابت کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

وبالحملة كان اهل الجاهلية يتخنثون بانواع التخنثات. [٣١]

ترجمہ: الغرض اہلِ جاہلیہ متعدد مذہبی سرگرمیاں انجام دیتے تھے۔

لہٰذا اس اصطلاح کے موجب نماز، روزہ، حج، طواف وغیرہ عبادات بھی امور عاریہ بن جائیں گے۔ پھر اس کے بعد دوسرا مقدمہ لگالیں کہ امور عاریہ میں طریقے تبدیل کیے جاسکتے ہیں۔ لہذا نتیجہ ظاہر ہے کہ ساری شریعت تبدیل ہوسکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اہلِ عرب میں بہت سے طریقے دین حنیف یعنی دین ابرہیم کے باقی تھے، بعض تو علی حالہ تھے اور بعض ترمیم وتحریف سے گذر چکے تھے۔ جناب نبی کریم علیہ السلام خاتم الانبیاء ہونے کے ساتھ ہی دین حنیف کے مجدد تھے اور آپ کا لایا ہوا دین اس کی تکمیلی شکل تھا۔ اس لیے آپ نے ان طریقوں کو ہدایات ربانی کے ماتحت ختم نہیں کیا بلکہ ضروری ہدایات اور حذف اضافہ جات کے بعد امت مسلمہ میں جاری رکھا۔ مستشرقین اس کو اپنی جہالت سے ''رسم ورواج'' کی پیروی کہتے ہیں حالانکہ یہ سب طریقے تعبدی ہیں اور دین کے اجزاء ہیں۔

قرآن کریم کی درج ذیل آیت میں اسی طرف اشارہ ہے:

ثم اوحينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين.

ترجمہ: پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم کی پیروی کرو جو ایک طرف ہو کے رہے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

[د] امورِ عادیہ میں شرعی پابندیاں

بالفرض اگر ہم ذبح کے شرعی طریقہ کو علامہ کے مطابق ''امور عاریہ'' میں شمار بھی کرلیں تب بھی اس سے لازم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں آتا کہ اس طریقہ کو تبدیل کرنے کا ہمیں حق حاصل ہے، کیوں کہ امور عادیہ میں بھی ہم شریعت کے احکام کی بجا آوری کے پابند ہیں، اس لیے کہ امور عادیہ میں بھی تعبد کے معنی پائے جاتے ہیں۔

خرید و فروخت کے معاملات امور عادیہ ہیں، لیکن اُن میں کسی کو اختیار نہیں کہ شریعت نے صحیح، فاسد، باطل، مکروہ کی جو پابندیاں عائد کی ہیں، ان کو توڑ دے۔

علامہ شاطبی اس حقیقت کو بیان فرمار ہے ہیں۔

ولابد فیھا من التعبد وھی مقیدۃ بامور شرعیۃ لاخیرۃ للمکلف فیھا... واذا کان کذلک فقد ظھر اشتراک القسمین فی معنی التعبد. [۳۳]

ترجمہ: ''امور عاریہ'' میں بھی تعبد کے معنی پائے جاتے ہیں، کیوں کہ یہ بھی شرعی احکام کے ساتھ مقید ہیں اور مکلّف کو ان میں کسی قسم کی تبدیلی کا اختیار نہیں،۔۔۔۔اس سے واضح ہوا کہ دونوں قسمیں [امور عادیہ اور تعبدیہ] تعبد کے اس حکم میں شریک ہیں۔

ایک حدیث میں مجوسی کفار کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ وہ ہی معاملہ کیا جائے جو اہل کتاب کے ساتھ کیا جاتا ہے، صرف دو چیزوں کا فرق ہے۔

غیر ناکحی نسائھم ولا آکلی ذبیحتھم. [۳۴]

ترجمہ: نہ تو ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے نہ ان کا ذبیحہ کھانا جائز ہے۔

اس حدیث میں یہ حقیقت اور بھی واضح ہوگئی کہ جس طرح نکاح اگرچہ انسانی عادات اور معاشرتی امور میں سے ہے، لیکن اسلام نے اس پر بھی کچھ مذہبی پابندیاں عائد کی ہیں، جن کے بغیر شرعاً نکاح نہیں ہوتا، اسی طرح ذبیحہ بھی عبادات کے دائرہ سے خارج ہونے کے باوجود کچھ شرعی پابندیوں کا مرکز ہے، جس کے بغیر ذبیحہ حلال نہیں ہوتا۔

یہی وجہ ہے کہ ائمہ مجتہدین نے ذبح کے صرف طریقۂ مسنون کو جائز اور صحیح قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے طریقوں کو باطل اور کالعدم سمجھا اور سمجھایا ہے۔

امام شافعی اپنی بے نظیر کتاب ''الام'' میں فرماتے ہیں:

الذکاۃ وجھان؛ وجہ فیما قدر علیہ الذبح والنحر و فیما لم یقدر علیہ ما نالہ الانسان بسلاح بیدہ اور رمیہ بیدہ فھی عمل یدہ اور ما احل اللّٰہ عزوجل من الجوارح المعلمات التی تاخذ فعل الانسان کما یصیب السھم بغعلہ. فاما المحفرۃ فانھا لیست واحدًا من ذاکان فیھا سلاح یقتل اولم یکن ولوان رجلا نصب سیفًا او. رمحًا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثم اصطر صید الیه فاصابه فذکاه لم یحل اکله لانها ذکاة بغیر واحدٍ . [۳۵]

ترجمہ: ذکاۃ کے دوطریقے ہیں۔ایک طریقہ ذکاۃ اختیاری کا ہے اوروہ ذبح یانحر ہے۔دوسرا طریقہ ذکاۃ غیراختیاری کا ہے۔اس میں اپنے ہاتھ سے تیر مارنا یا کسی ہتھیار سے کام لینا یا شکاری جانوروں سے شکار کرنا وغیرہ داخل ہے۔اوران سب میں انسانی فعل وعمل کودخل ہے۔گڑھا کھود کرکسی جانور کواس میں گرا کر ماردینا ذکاۃ شرعی کے طریقوں میں داخل نہیں ہے۔خواہ گڑھے میں ہتھیار ہوں یا نہ ہوں۔اسی طرح اگر ایک شخص نے تلوار یا نیزہ گاڑلیا، پھرکسی جانور کواس کی طرف بھگایا اوراس سے ذبح ہوگیا تواس کا کھانا بھی جائزنہیں، کیوں کہ یہ بلا کسی شخص کے ذبح کرنے سے ذبح ہوا ہے۔

خلاصۂ بحث

جمہور علماء اور رشید رضا مصری کے مواقف میں اختلاف سے دھندلی ہوجانے والی حقیقت پنہاء کی کی تلاش وتحقیق سے درج ذیل امور مستفاد ہوئے۔

۱) شریعت ذبحِ حیوان کوشعائرِاسلامی میں سے قرار دیتی ہے۔

۲) مطالعۂ قرآن بتاتا ہے کہ گذشتہ شرائع کی طرح شریعتِ محمدی کوبھی جداگانہ احکام ذبائح عطا ہوئے۔

۳) نصوصِ قرآنیہ اوراحادیث نبویہ میں ذکاۃ شرعی کی شروطِ لازمہ اورامور مستحبہ کا تفصیلی بیان موجود ہے، جن سے اسلامی ذبیحہ کی مخصوص ساخت کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

۴) ان ہی نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ ذبحِ اختیاری میں رگوں کااس طرح کاٹنا ضروری ہے کہ خون اچھی طرح بہہ جائے۔

۵) صحیح تعریف کی رو سے ذبحِ حیوان امرِ تعبدی ہے نہ کہ امرِ عادی۔

نتائج تحقیق

درج بالا معروضی جائزہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا نام لینا، مخصوص رگوں کا تیز دھاری دھار آلات سے کاٹنا، خون بہنا، ذکاۃِ اختیاری کے لیے ایسی شرائط ہیں جن کی رعایت مشینی وجدید طرزِ ذبیحہ میں بھی ضروری ہے۔جدید مسائل کا حل یہ نہیں ہے کہ متوارث ومتواتر طریقہ کی بالکلیہ نفی کردی جائے۔یہ طرزِ فکر تحریفِ نصوص کے ساتھ ساتھ انتشارِ امت کا ذریعہ بنتی ہے۔بڑھتی ہوئی آبادی، صارفین کی کثرت اور زیادہ پیداوار کی ضرورت مسلّم مسائل ہیں، تاہم مغربی مشینی ذبیحہ ہی ان کا واحد حل نہیں۔مسلم مفکرین وماہرین کوتخلیقی سوچ اپناتے ہوئے ان واقعی مسائل کے مناسب متبادل دریافت کرنے چاہیے جو زمانے کی رفتار اور شرعی اخلاقات دونوں سے میل کھاتے ہوں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات

۱۔ رشید، محمد رضا، تفسیر المنار ﴿بیروت، دارالکتب العلمیة، ۱٤۲۰ - ۱۹۹۹م﴾ ص : ۱۱٤، ج: ٦

۲۔ ایضاً، ص: ۱۷۹

۳۔ ایضاً، ص: ۱۱۹

۴۔ ایضاً، ص: ۱۱۸

۵۔ ایضاً، ص: ۱۱۳

۶۔ ایضاً، ص: ۱۱۹

۷۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ﴿ریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، محرم ۱٤۲۱ھ - اپریل ۲۰۰۰م﴾ کتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، رقم الحدیث: ۳۹۱

۸۔ ایضاً، رقم الحدیث: ۳۹۲

۹۔ ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ﴿ریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، ۱٤۲۱ھ - ۲۰۰۰م﴾ کتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، تحت الحدیث: ۳۹۲

۱۱۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن ﴿بیروت، دار الکتب العلمیة، ۱٤۲٦ھ ۲۰۰۵م﴾، ص: ۱۸۰، ج: ۹

۱۲۔ شفیع، مفتی محمد، معارف القرآن ﴿کراچی، ادارۃ المعارف، جمادی الاول ۱٤۲۲ھ - اگست ۲۰۰۱م﴾، ص: ۲٤۳، ج: ٦

۱۳۔ رشید، المحولة سابقا، ص: ۱۷۹

۱۴۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق السجستانی، سنن ابی داؤد ﴿ریاض، دارالسلام للنشروالتوزیع، محرم ۱٤۲۱ھ - اپریل ۲۰۰۰م﴾، کتاب الاضاحی، باب المبالغة فی الذبح، رقم الحدیث: ۲۸۲٦

۱۵۔ هیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر بن سلمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ﴿بیروت، دارالکتب العلمیة، ۱٤۲۲ھ - ۲۰۰۱م﴾ کتاب الاضاحی، باب ماتجوز به الذکاة، ص: ۲۹، ج: ٤، رقم الحدیث: ٦۰۳۸

۱۶۔ ابن ابی شیبة، ابوبکر عبداللہ بن محمد، المصنف لابن ابی شیبة، ﴿کراتشی، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة، ۱٤۲۸ھ - ۲۰۰۷م﴾، کتاب الصید، باب من قال: اذاانهر الدم فکل۔۔۔، ص: ٤۲٦، ج: ۱۰، رقم الحدیث: ۱۹۸۱۰

۱۷۔ کاسانی، علاء الدین ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ﴿کوئٹه، مکتبه رشیدیه، سن ن﴾ کتاب الصید والذبائح، فصل فی بیان شرط حل اکل الماکول، ص: ۱۰۷، ج: ٤

۱۸۔ بخاری، المحولة سابقا، کتاب الذبائح، باب التسمیة علی الذبیحة، رقم الحدیث: ٤۹۸۰

۱۹۔ نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب الخراسانی، سنن نسائی ﴿بیروت، دارالسلام للنشرو التوزیع،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م﴾، کتاب الاضاحی، باب اباحة الذبح بالعود، رقم الحدیث: ۴۴۰۱

۲۰۔ دارقطنی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، ﴿بیروت، دارالمعرفة، ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م﴾ ،کتاب الاشربة، باب الصید و الذبائح، رقم، ۴۶۶۹

۲۱۔ نووی، ابوزکریا محی الدین بن شرف، المجموع شرح المھذب ﴿بیروت، دارلفکر، ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م﴾، ص: ۸۴، ج: ۹

۲۲۔ ھیثمی، المحولة سابقا۔

۲۳۔ طبری، المحولة سابقا، ص: ۴۰۷، ج: ۴

۲۴۔ ابن کثیر، ابوالفداء الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم ﴿کراتشی، قدیمی کتب خانہ، س ن﴾، ص: ۸، ج: ۲، *ان شرائط کی، زید تفصیلات کے لیے دیکھیے* :تقی، محمد عثمانی، جانوروں کے ذبح کے احکام، ففقھی مقالات، کراتشی، میمن اسلامك پبلشرز، جنوری ۲۰۰۴ء

۲۵۔ شامی، محمد امین ابن عابدین، حاشیة رد المحتار علی الدر المختار ﴿کراتشی، ایج ایم سعید کمپنی، ۱۴۰۶ھ﴾، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص: ۴۴۷، ج: ۱

۲۶۔ شاطبی، ابراھیم بن موسی، الاعتصام ﴿بیروت، مکتبة الریا، ۱۴۲۲ ھ﴾، فصل فی افعال المکلفین ، ص:۷۹، ج: ۲

۲۷۔ مسلم، ابن الحجاج القشیری، صحیح المسلم ﴿بیروت، دارالسلام للنشروالتوزیح، ۱۴۲۱ھ﴾، کتاب الصید والذبائح، باب الامربالاحسان فی الذبح، رقم الحدیث: ۱۹۵۵

۲۸۔ کتانی، شیخ عبدالحی، نظام الحکومة النبویة ﴿بیروت، دارالکتب العربی، س ن﴾، فصل: اللحام ھوالجزاروالقصاب، بحوالہ: ٹونکی، ولی حسن، ذبح کا مسنون طریقہ، فتاوی بینات ،﴿کراتشی، مکتبہ بینیات، رمضان ۱۴۲۷ھ﴾، ص: ۵۰۵، ج: ۴

۲۹۔ ابن الحاج، ابوعبداللّٰہ محمد بن محمد الفاسی، مدخل الشرع الشریف علی المذاھب الاربعة، ﴿حلب، مصطف البابی، ۱۴۲۱ھ﴾ ص: ۱۸۳، ج: ۲

۳۰۔ رشید، المحولة سابقا، ص: ۱۱۸

۳۱۔ ولی اللّٰہ، شاہ المحدث الدھلوی، حجة اللّٰہ البالغة﴿کراتشی، قدیمی کتب خانہ، ۱۴۲۷ھ﴾ باب بیان ماکان علیہ حال اھل الجاھلیة، فصل: من بقایا الحنیفیة السمحة، ص: ۳۶۷، ج: ۱

۳۲۔ شاطبی، المحولة سابقا، ص: ۸۰

۳۳۔ ابن ابی شیبة، المحولة سابقا، ص: ۱۱۸، ج، ۹

۳۵۔ شافعی، محمد بن ادریس، الأم ﴿مصر، المطبعة الکبری الامیریة، ۱۴۰۵ھ﴾کتاب الصید والذبائح، باب الذکاة وما ابیح اکلہ ومالم یبح، ص: ۹۷ ج: ۲ ، *اس پر مزید کلام ملاحظہ کیجیے:* ٹونکی، ولی حسن، ذبح کا مسنون طریقہ، فتاوی بینیات، ، مکتبہ بینیات، رمضان ۱۴۲۷ھ

© rasailojaraid.com